"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ماہنامہ تحریک جدید

ربوہ

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ایڈیٹر
نورالدین منیر ایم۔اے

تبوک ۱۳۵۸ ہش　　ستمبر ۱۹۷۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ (۱۸۳۵-۱۹۰۸)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۵ | ماہنامہ تحریکِ جدید ربوہ | شمارہ ۹

تبوک ۱۳۵۸ ہش

ستمبر ۱۹۷۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اداریہ

اِسلام کی حقیقی تصویر

مستشرقین کے اسلام پر اعتراض کوئی نئی بات نہیں ان میں سے بعض انصاف پسند بھی ہیں جنہوں نے اسلام کو تعصب کی نگاہ سے نہیں حقیقت بین نگاہ سے دیکھا اور اسلام کی تعریف میں کہا اور لکھا۔

اب جب اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا دَور آیا اور اہلِ مغرب نے یہ محسوس کیا کہ مسلمان انگڑائی لے رہے ہیں انہوں نے پھر اسلام کے خلاف اپنے حملوں کو تیز کیا ہے۔ ان کے اہلِ قلم اور اہلِ فکر اور عوام اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دہائی دے رہے ہیں۔ ہمارے ملکی پریس نے بھی اسے محسوس کیا اور جماعتِ احمدیہ کے مبلغین نے جو اقصائے عالم میں اسلام کی حقیقی تصویر کو پیش کر رہے اور اسلام پر ہونے والا ہر حملہ اپنے سینوں پر لیتے ہیں اسے محسوس کیا اور اس کے تدارک کے لئے انہوں نے اپنی مساعی کو تیز تر کیا۔

چنانچہ یورپ کے مختلف شہروں میں ان اعتراضات کے جوابات کے لئے سیمینار منعقد کئے جا رہے ہیں جس میں ان ملکوں کے رہنے والے احمدی، ہمارے مبلغین اور اہلِ فکر اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات اور اس کی حقیقی تصویر ان کے سامنے پیش کریں گے۔

اِس ضمن میں ایک بڑا اعتراض اسلام کی سزاؤں کے بارہ میں کیا جاتا ہے جس کی بڑی شدّ و مدّ کے ساتھ

تشہیر کی گئی ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، وکیل التبشیر نے "اسلامی قانونِ تعزیر و سزا کا فلسفہ اور عملی شکل" کے عنوان کے کچھ GUIDE LINES بھجوائی ہیں جو اس لئے ہدیۂ قارئین کی جاتی ہیں کہ اہلِ علم و فکر کے اشہبِ قلم کے لئے مہمیز کا کام دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِن کانفرنسوں میں اسلامی تعزیرات، اسلامی معاشرہ، اسلام میں عورت کی حیثیت، اسلام کے نظریۂ ریاست وغیرہ پر مقالے پیش کئے جائیں گے۔ اِن مضامین کے لئے GUIDE LINE مرکز کی طرف سے بھجوائی جا رہی ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ ہمارے مبلغین کی مساعی کامیاب ہوں گی اور اسلام کی حقیقی تصویر یورپ کے سامنے آسکے گی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے بہت پہلے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:۔

"تمہارے سپرد خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ اور اسلام کی حفاظت کا کام کیا ہے۔ پس تم دلیری دکھاؤ اور جرأت سے کام لو۔ خدا تمہارے آگے چل رہا ہے اور اس کی فوجیں تمہارے دائیں اور بائیں ہیں۔ جس دن تم ہمت کر کے دشمن کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہو گے اسی دن خدا تمہارے لئے وہی نشان دکھائے گا جو اس نے ابرہہ کے لشکر کے لئے دکھایا۔"

(سیرِ روحانی جلد ۱ ص۲۱۵، ص۲۱۶)

آج اسلام کے دفاع کی ذمہ داری ان کندھوں پر ہے جو اس کی نشأۃ کے علمبردار ہیں۔ بے شک یہ خدا کی تقدیر ہے اور اسی کے فضلوں سے ہو گا لیکن اس راہ میں اپنی توانائیوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانا اور صرف کرنا ہمارا فرض ہے۔ بے شک شریعت غرّا کے احکام اور تعلیم ابدی اور اٹل ہے لیکن اس کی تشریح میں بعض دفعہ قلم نے لغزش کھائی اور غیروں نے اس سے فائدہ اُٹھایا۔ ہمارے لئے شریعت نے راہنما اصول وضع کر دئے ہیں اور وہ ہیں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات۔ قرآن کے بارہ میں آیا ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ (فصلت آیت ۴۳) کہ باطل اس میں کسی جہت سے بھی راہ نہیں پا سکتا۔ اگر ہم معیار و محکّ قرآن کریم کو ہی بناتے تو غلط تشریحات اور توجیہات اسلام میں راہ نہ پا سکتیں اور اغیار کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملتا۔ خدا کرے ہمارے اقوال اور افعال اسلام کی نیک نامی کا ہی موجب ہوں اور دانستہ یا غیر دانستہ ہمارا کوئی فعل، قول یا عمل اسلام کو بدنام کرنیوالا نہ ہو اور آنے والا حسرت سے یہ نہ کہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم ❊ کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

اِسلامی قانون تعزیر و سزا کا فلسفہ اور عملی شکل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(رشحاتِ قلم محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب وکیل التبشیر)

اِسلام اپنے قانون تعزیر و سزا میں اِس لحاظ سے تمام مذاہب میں نمایاں امتیاز رکھتا ہے کہ اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معاملات بالکل علیحدہ علیحدہ اصولوں کے تحت طے کئے جاتے ہیں اور کسی ایک جگہ بھی حقوق اللہ کی عدم ادائیگی کے نتیجہ میں کسی انسان کو سزا دینے کا حق نہیں دیا جاتا سوائے اس معمولی سرزنش کے جو دس سے بارہ سال کے بچوں کو نماز کی پابندی سکھانے کے لئے کی جائے اور وہ بھی والدین کی طرف سے جن کا وجود مجسم شفقت ہوتا ہے۔

مذہب کی دُنیا میں یہ ایک حیرت انگیز انقلابی تبدیلی ہے ورنہ اِس سے پہلے مختلف مذاہب میں خدا تعالیٰ کی عبادت میں کوتاہی اور قربانیوں میں کوتاہی کے نتیجہ میں بھی خطرناک قسم کی بدنی سزاؤں کے احکامات کا پتہ چلتا ہے۔

اِس ضمن میں ہندو مذہب میں عبادت اور اچھوت اور بائیبل کے حوالہ جات پیش کئے جا سکتے ہیں۔

پس اِس عظیم الشان امتیاز کے نتیجہ میں اسلام نے انسان کی عبادت کے حق کو انسانی عمل دخل سے کُلیتہً آزاد کر دیا۔

دوسرا پہلو تعزیرات کے سلسلہ میں نمایاں طور پر یہ سامنے آتا ہے کہ عقائد کے لحاظ سے بھی ہر قسم کے اختلاف کی کُھلی اجازت ہے اور اختلافِ عقیدہ یا تبدیلیٔ عقیدہ کے نتیجہ میں ایک بھی سزا قرآن و سُنّت سے ثابت نہیں۔ بعد کے زمانہ میں جب کہ اسلام زمانۂ نبویؐ سے دوری کے باعث رفتہ رفتہ تاریک دَور میں داخل ہوا، اس وقت کے علماء نے اگر اختلافِ عقیدہ کی بناء پر کوئی سزا اسلام کی طرف منسوب کی ہو تو اسلام اِس گمراہی کا ذمہ دار نہیں بلکہ کُلیتًا بری الذمہ ہے۔

اِسلام کے مبادیات جن سے واضح احکامات لئے جاتے ہیں، قرآن و سُنّت میں اجماع اور اجتہاد کو ایک ثانوی حیثیت حاصل ہے اور عملاً اسلامی فقہ میں شاذ کے طور پر ان کا استعمال تھا اور وہ بھی مُبہم معاملات سے پردہ اُٹھانے کے لئے نہ کہ

قوانین وضع کرنے کے لئے۔ پس جہاں تک قانون کو وضع کرنے یا اِس امر کا تعلق ہے کہ قانون کس طرح نافذ کیا جائے اور کیا شکل ہو، صرف قرآن و سُنّت ہی مأخذ ہیں اَور کوئی مأخذ نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹ:۔ (اِس بات کی وضاحت کی شدید ضرورت ہے کیونکہ مستشرقین کے سامنے جب چار ماخذ کا ذکر آتا ہے تو بعض لوگ جہالت سے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ شاید اجتہاد کے ذریعے بھی شریعت کے نظام امر و نہی میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے)

حقوق العباد کے سلسلہ میں اسلام جو سزائیں تجویز کرتا ہے اس کے دو حصّے ہیں۔ صرف چار جُرم ایسے ہیں جن پر حدود کا اطلاق ہوتا ہے اور ان کی سزا متعیّن ہے۔ بقیہ قابلِ مواخذہ سوشل جرائم کی تعیین اولی الامر پر چھوڑ دی گئی ہے یعنی جو بھی ملکی قانون یا حکومت ہو اسے اختیار ہے کہ جرائم کی سزا حسبِ حالات تجویز کرے۔ البتہ اگر ایسی حکومت اسلامی ہو تو اسے یہ اجازت نہیں کہ سزا کے بارے میں اصولی تعلیمات سے تجاوز کرے۔ مثلاً اِس بات کی نگرانی اور ضمانت ضروری ہے کہ اعتدال سے بڑھ کر انتقامی کارروائی نہ ہو۔ جُرم کی نوعیت سے بڑھ کر سزا نہ ہو۔ جس کی حق تلفی کی گئی ہے نہ صرف یہ کہ اُسے معافی کا حق ہو بلکہ اس پابندی کے ساتھ کہ معافی کے نتیجہ میں اصلاح کا امکان ہو جُرم بڑھنے کا احتمال نہ ہو۔ سزا کی نسبت معاف کرنا زیادہ بہتر قرار دیا گیا ہے۔ تاہم اگر کوئی اپنا انتقام کا حق لینے کا فیصلہ کرے تو لازم یہ حق اسے دیا جائے گا بشرطیکہ بدلہ جُرم کے مطابق ہو اس سے بڑھ کر نہ ہو۔ اِس بارہ میں کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں اور دوسرے مذاہب سے اسلامی تعلیم کا موازنہ کرکے اسلام کی فوقیت ثابت کی جاسکتی ہے۔

حدود

حدود کے متعلق ضروری پس منظر

اسلامی حدود کی تعیین اور ان کے بارہ میں وجۂ جواز پیش کرنے سے قبل ضروری ہے کہ مقرر ان جرائم کے سوسائٹی پر اثرات پر گفتگو کرے اور اس اسلامی فلسفے کا ذکر کرے جس کے تابع یہ سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ ضمناً یہ غلط فہمی بھی دُور کرنا ضروری ہے کہ شراب پینے پر کوئی حد مقرر ہے۔ یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے کہ شراب نوشی پر بھی اسلام نے کوئی حد نافذ کی ہے۔

مندرجہ ذیل چار جرائم ہیں جن پر حد نافذ ہوتی ہے:۔

اوّل:۔ زنا

دوم:۔ زنا کا ناجائز الزام

سوم:۔ قتل

چہارم:۔ چوری و ڈاکہ۔ رہزنی

سرسری نظر سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ جرائم انسانی معاشرے پر انتہائی گہرا اور وسیع اثر رکھتے ہیں اور ان کی مناسب روک تھام نہ کرنے کے نتیجہ میں سوسائٹی تباہ و برباد ہو جاتی ہے بلکہ عملاً یہی چار جرائم ہیں جو تمام انسانی سوسائٹی پر حاوی ہیں اور اکثر دکھوں اور مصائب کے ذمہ دار ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلا جرم دراصل اس امر سے تعلق رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے نسل کی حفاظت اور افزائش کے لئے ایک خاص مقصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو نظامِ تولید انسان کو عطا کیا ہے اس کا ایسا بلا روک ٹوک استعمال نہ ہو کہ اس کے فوائد سے اس کے مضرات بڑھ جائیں۔ نظامِ تولید کو درہم برہم کرنے اور اس میں افراتفری پیدا کرنے کے نتیجہ میں جو بے شمار دکھ اور فساد جنم لیتے ہیں ان کی فہرست لمبی ہے۔ افزائشِ نسل کے ذرائع کے غلط اور بے روک ٹوک استعمال سے سوسائٹی میں جس قدر بے چینی اور بے قراری اور بے اطمینانی پھیلتی ہے اس کی مثال کم ہی دوسرے جرائم میں ملتی ہے۔ آج مغربی دنیا میں وسیع پیمانے پر خاندانوں کی تباہی، خاندانی روابط کا کمزور پڑنا، بہن بھائی، ماں بیٹے، باپ اور اولاد کے درمیان پاکیزہ محبتوں کے بندھنوں کا کمزور پڑ کر بوسیدہ ہو جانا، خود غرضی اور حسد کا عام ہونا، وفاداری اور اعتماد کا دن بدن زیادہ فقدان اور خلاء محسوس ہونا نیز خوفناک جنسی بیماریوں کا اس طرح پھیل جانا کہ بڑی بڑی ترقی یافتہ حکومتوں کے لئے بھی ان کو حدِ اعتدال میں رکھنا ناممکن ہو جائے۔ آتشک اور سوزاک جیسی بیماریوں کا انسانی زندگی میں گہرائی تک سرائت کر کے متعدد دوسری ہولناک امراض کو پیدا کرنا، اعصابی بیماریاں، بڑھتا ہوا پاگل پن، ہڈیوں کا گلنا سڑنا ان تمام بھیانک نتائج کی ذمہ داری اسی ایک جرم پر عائد ہوتی ہے۔

لیکن اِن سب باتوں سے قطع نظر بنیادی امر یہ ہے کہ اسلام تخلیقِ کائنات کو باطل نہیں سمجھتا بلکہ ایک مربوط بامقصد نظام کے طور پر دیکھتا ہے جو ایک عزیز و حکیم اور مقتدر ہستی نے جاری کیا ہے۔ لہٰذا اِس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ غیر ذمہ دار عناصر ان استعدادوں کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض مقاصد کے پیشِ نظر ودیعت کی گئی ہیں محض کھیل تماشے کا ذریعہ بنا لیں اور اُس مقصد کو ہی باطل کر دیں جس کے حصول کے لئے ان استعدادوں کو تخلیق کیا گیا۔

اسلامی نظریہ کے مطابق نظامِ تولید محض افزائشِ نسل یا حصولِ لذت کے لئے نہیں بلکہ بعض قوانین اور شرائط کے تابع افزائشِ نسل کی خاطر پیدا کیا گیا ہے اور تفصیلی قوانین اُن ذمہ داریوں کو معین کرتے ہیں جو اس کے نتیجہ میں سوسائٹی کے مختلف افراد پر یا بحیثیت مجموعی سوسائٹی پر عائد ہوتی ہیں۔ پس افزائشِ نسل کے ذرائع کا ایسا استعمال جو ذمہ داری

سے عاری ہو اور ایک خالق و مالک مقتدر ہستی کے عمل دخل سے آزادی اور بغاوت پر منتج ہو، اسلامی پیدائش کے مقصد کو ہی لغو اور باطل بنا دیتا ہے۔

پس اگر یہ درست ہے کہ اِس کائنات کا ایک خالق ہے، اور اگر یہ درست ہے کہ اس نے اس عظیم کائنات کو بے مقصد پیدا نہیں کیا اور اگر یہ درست ہے کہ انسان اِس تخلیق کی آخری کڑی ہے تو یہ کیسے سوچا جا سکتا ہے کہ انسان کے وجود میں آنے کے لئے طبعی قوانین کے علاوہ کوئی روحانی اور اخلاقی قوانین وضع نہ کئے گئے ہوں۔ پس پیدائشِ انسانی کے لئے جو بھی قواعد وضوابط ہمیں اسلام یا دیگر مذاہب میں ملتے ہیں ان کی بنیاد اِسی فلسفہ پر ہے۔

دُنیاوی امور میں اِس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مختلف ریاستوں میں داخل ہونے پر کئی قسم کی پابندیاں عائد ہوتی ہیں اور ٹیرف رولز اِس امر کو کنٹرول کرتے ہیں کہ کون داخلہ کا حق رکھتا ہے اور کون نہیں۔ پس جس طرح ممالک کو یہ حق ہے کہ اپنی حدود میں داخلے پر اپنے قوانین کا سختی سے نفاذ کریں تو کیا جس ہستی نے وہ ذرائع پیدا کئے اور وہ رستے تجویز کئے جن سے نئے انسان پیدا ہوں اس ہستی کو یہ حق نہیں کہ ایسے قوانین تجویز اور نافذ کرے جو انسانی سوسائٹی میں نئے انسانوں کے داخلہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ پس اسلام کا زنا کے جرم کو ان چند جرائم میں داخل کرنا جو انسانی سوسائٹی میں بنیادی حیثیت رکھتے ہوں اور سختی سے اِس جرم کا نوٹس لینا ہرگز قابلِ تعجب نہیں۔

دوسرا جرم قتل ہے جو پہلے کا برعکس ہے یعنی پہلے کا تعلق اِس امر سے تھا کہ دُنیا میں بغیر اسکی اجازت کے کسی کو داخل کرنے کا حق نہیں اور دوسرا اِس امر سے تعلق رکھتا ہے کہ بغیر اس کی اجازت کے کسی کو دُنیا سے نکالنے کا کوئی حق نہیں۔ جس طرح ناجائز داخل ہونے والا بچہ خود معصوم اور بے اختیار ہے اور سزا کا مستحق وہی ٹھہرتا ہے جو اسے وجود میں لانے یا وجود میں لانے کا احتمال پیدا کرنے کا ذمہ دار ہو، اِسی طرح مقتول کی حالت ہے جو بے اختیار ہے۔ پس سزا اُس قاتل کو ملتی ہے جو اس کو ناجائز طور پر انسانی سوسائٹی سے نکالنے کا ذمہ دار ہے۔ اِس پہلو پر غور کیا جائے تو اسلامی تعلیم کے نظم و ضبط کا ایک عجیب منظر نظر آتا ہے۔

تیسرا جرم قذف یعنی زنا کا ناجائز الزام ہے۔ اِس کو بنیادی جرائم میں اس لئے داخل کیا گیا ہے کہ

۱۔ اِس کے ذریعہ سوسائٹی میں وہ فحشاء پھیلتی ہیں جو زنا کی افزائش میں کھاد کا کام دیتی ہیں۔

۲۔ نیز اِس سے ایک معصوم انسان کو نہ صرف شدید اذیت کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے بلکہ سوسائٹی میں سخت ذلت اُٹھانے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحانی عذاب میں مبتلا ہونے کا احتمال بھی ہو جاتا ہے۔

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ زنا کے بارہ میں اسلام سزا کو محض اِس حد تک محدود نہیں رکھتا کہ ناجائز اولاد پیدا ہو تب سزا ملے۔ بلکہ ان قوانین سے کھیلنے کی اجازت ہی نہیں دیتا جو ایک خاص سنجیدہ مقصد کی خاطر خدا تعالیٰ کی قدرت نے وضع فرمائے۔ جب اِن قوانین سے کھیلا جائے تو ہرگز اِس بات کی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ جرم کا نتیجہ ظاہر ہو گا یا نہیں۔ اِس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ باوجود اِس کے کہ جدید زمانے میں بچّے کی پیدائش کے روک تھام کے اتنے سائنٹیفک ذریعے ایجاد ہو چکے ہیں کہ ان کا عشرِ عشیر بھی گزشتہ زمانوں میں نہیں ملتا۔ دَورِ جدید کی تاریخ اِس بات پر شاہد ہے کہ جس کثرت اور جس نسبت سے ناجائز پیدائش کے واقعات آج ہو رہے ہیں اس کا ایک معمولی حصّہ بھی آج سے پچاس سال پہلے نہیں تھا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ یہ اِس لئے ہے کہ لوگوں کو پرواہ نہیں رہی اور نظریات بدل گئے ہیں بلکہ باوجود فریقین کی پوری خواہش اور کوشش کے کہ محض حصولِ لذّت ہو اور بچّے کی ذمّہ داری نہ عائد ہو، یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

پس اسلام کی سزا نتیجہ سے بے نیاز محض جرم کے واقعہ پر عائد کر دی گئی ہے۔ یہ پس منظر خوب واضح کرنے کے بعد بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اُصولاً شادی بیاہ کا نظام اور افزائشِ نسل کے بارہ میں ذمّہ داریوں کا نظام آج کے انسان کے لئے کوئی اہمیت رکھتا بھی ہے یا نہیں۔ اور کیا کوئی مذہب ایسا بھی ہے جو اِس کے بارہ میں واضح احکامات صادر نہیں کرتا۔ اور کیا غیر مذہبی دُنیا میں بھی مہذّب حکومتیں سنجیدگی سے یہ کوشش نہیں کرتیں کہ افزائشِ نسل منظّم اور منضبط قوانین کے تابع ہو اور یہ نہ ہو کہ جس کا جی چاہے، جہاں چاہے، بچّے پیدا کر کے پھینکتا چلا جائے۔ بہرحال جہاں تک مذہبی دُنیا کا تعلق ہے سارے مذاہب اِس امر پر متفق ہیں کہ پیدائشی آلات کو الٰہی قانون کے تابع استعمال کیا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس وضاحت کے بعد یہ سوال اُٹھانا ضروری ہے کہ اسلام نے اِس اصول کو نافذ کرنے کے کیا ذرائع تجویز کئے ہیں اور یہ ذرائع دیگر مذاہب کے تجویز کردہ ذرائع کے مقابل پر بلحاظ تاثیر اور افادیت کے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ موازنہ اسلامی تعلیم کی برتری ثابت کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ ثابت ہو گا۔

سوسائٹی میں پاکیزگی اور عفت پیدا کرنے اور پاکیزہ محبّتوں کے فروغ کے لئے اسلام جو ذرائع تجویز کرتا ہے اور جو تفصیلی تعلیم دیتا ہے اس کا ذکر بہت طویل ہے اور اِس موقع پر اسے زیرِ بحث لانا مناسب نہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسلام صرف زنا پر پابندی ہی نہیں لگاتا بلکہ انسانی

فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے بکثرت ایسے متبادل راستے تجویز کرتا ہے جو انسانی سوسائٹی کے لئے پاکیزہ لذّتوں کے حصول کے مواقع فراہم کرتے ہیں اور تسکین کے سامان کرتے ہیں۔ ذیل میں محض اشارۃً چند مثالیں پیش ہیں:۔ (۱) اسلام کا فیملی سسٹم کو فروغ دینا اور بکثرت ایسی تعلیم دینا جس سے ماں باپ، بہن بھائی، بیٹے بیٹی کے درمیان محبّت فروغ پائے۔ (۲) سوسائٹی کی باہمی محبّت کے فروغ کے لئے ایسی تعلیم جس میں انسان کی توجہ حق لینے پر ہی نہ ہو بلکہ حق سے بڑھ کر دوسرے کو ادا کرنے کی طرف مائل رہے۔ محتاجوں اور غرباء کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا اور ایسی بُرائیوں کی بیخ کنی کی تفصیلی تعلیم جو انسانی سوسائٹی میں دُکھ اور بدمزگی پیدا کرتی ہیں۔ خدمت کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی تعلیم دینا وغیرہ یہ چند امور ایسے ہیں جن پر اسلام اِس حد تک زور دیتا ہے کہ اگر اس کے ایک حصّے پر بھی سوسائٹی میں عمل شروع ہو جائے تو روزمرّہ کی زندگی مسرّتوں کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

غرضیکہ اسلام ایک وسیع اور جامع سوشل نظام تجویز کرتا ہے جو جنسی لذّت کے حصول کو ایک ثانوی مقام دے دیتا ہے اور انسان کی حصولِ لذّت کی تمنّا کو اِسی ایک راہ سے گزرنے میں اور اسی پر سارا زور صرف کرنے سے باز رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں اسلام انسانی خوشیوں کی اُن شاخوں کی ترویج اور نشوونما پر غیر معمولی زور دیتا ہے جو انسان کے لئے اعلیٰ روحانی تسکین اور لذّات کا سامان پیدا کرتی ہیں۔ اِسی دُنیا میں خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنا اور اِس تعلق میں انتہائی بلند پایہ لطیف لذّات کی جستجو انسانی پیدائش کا وہ اعلیٰ مقصد ہے جو ایسی سوسائٹی میں حاصل ہونا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے جس کے سب دھارے ادنیٰ جنسی لذّات کی جانب بے روک ٹوک بہہ رہے ہوں۔ زنا کی روک تھام کے لئے اسلام کی عمومی تعلیم بھی ممد و مددگار ہے جو ایک ایسے معاشرے کو جنم دیتی ہے جس میں سچّائی پر زور ہے دوسرے کے حقوق اور جذبات کے خیال رکھنے پر غیر معمولی اصرار ہے۔ حرص و ہوا اور غیروں کے مال کی طرف لالچ کی نظر کرنے کی بھی سختی سے حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور بکثرت ایسے احکامات اور نواہی ملتے ہیں جن کے نتیجہ میں ایک پاکیزہ سوسائٹی جنم لیتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظر کا پردہ۔ کن اوقات میں گھروں میں داخل ہونا ہے۔ کن میں نہیں۔ علیحدگی میں غیر محرم مرد و عورت کا نہ ملنا، لباس کی احتیاطیں، بول چال اور گفتگو کے انداز کی احتیاطیں، شراب کی مناہی غرضیکہ کثرت کے ساتھ ایسے ذرائع اختیار کئے گئے ہیں جو انسان کو جنسی بے راہ روی سے باز

رکھنے میں ممد ثابت ہوتے ہیں۔ اِس پس منظر میں اور ایسی سوسائٹی میں اگر کوئی جنسی بے راہ روی کا شکار ہوتا ہے تو لازماً وہ کوئی معمولی مجرم نہیں اور ایسے مجرم کو قرارِ واقعی سزا ضرور ملنی چاہیئے جو آئندہ دوسرے باغیوں کی سرزنش اور سرکوبی کا موجب بنے۔ دُنیا میں جنگلوں میں کانٹے دار جھاڑیاں اور خودرَو جنگلی بوٹیوں کا وجود تعجب انگیز نہیں ہوتا لیکن اگر ہمبرگ کے PLANTEN UND BLAMEN یا لندن کے QUE GARDEN میں ایسی بوٹیاں پیدا ہوں جن کا وہاں پیدائش کا کوئی حق نہیں اور ان کا وجود ماحول کے خلاف بغاوت کا آئینہ دار ہو تو ان کی بیخ کنی نہ کرنا جُرم ہوگا نہ کہ بیخ کنی کرنا۔

پس زنا کے بارہ میں اسلامی تعلیم کو اِس نظریاتی سوشل پس منظر کے بغیر نہ سمجھا جا سکتا ہے نہ سمجھایا جا سکتا ہے۔

جہاں تک سزا کی نوعیت کا تعلق ہے یہ وضاحت ضروری ہے کہ رجم کی سزا کی کوئی بنیاد نہیں بلکہ وہ استثنائی طور پر یہودی رواج کے تابع اُس وقت دی گئی تھی جب قرآن کریم میں ابھی اِس بارہ میں واضح حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ پس جہاں تک اسلام کی سزا کا تعلق ہے یہ سو کوڑے ہے نہ کہ سنگسار کرنا۔ زنا پر سنگساری کی سزا تو یہودی شریعت کی عائد کردہ سزا ہے جس میں اسلام نے قدرے نرمی کر کے اسے سو کوڑوں میں تبدیل کر دیا۔ یہاں اِس امر کی وضاحت بے جا نہ ہوگی کہ جن امور میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح طور پر بائیبل کی کسی تعلیم میں تبدیلی نہیں کی اصولاً اور عقلاً حضرت مسیح کے اپنے ارشاد کے مطابق اِسی تعلیم کا پابند ہونا چاہیئے یہ الگ بات ہے کہ وہ پابند نہ رہیں۔ اِس وضاحت کی روشنی میں ایک عجیب دلچسپ منظر سامنے آتا ہے کہ فی زمانہ یہودی اور عیسائی ممالک تو اپنی مذہبی تعلیم کے خلاف زنا کرنے والے کو تو رجم نہیں کرتے لیکن بعض مسلمان ممالک اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف رجم کی سزا دے رہے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس عیسائی اور یہودی رجم نہ کرنے والے بھی نافرمان اور مسلمان رجم کرنے والے بھی نافرمان — اسلام نے اگرچہ کسی حد تک نرمی کی ہے لیکن اِس میں بھی شک نہیں کہ فی ذاتہٖ سو دُرّوں کی سزا بھی سخت سزا ہے لیکن اِس سلسلہ میں ایک غلط فہمی دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں اِس سزا کا ذکر ہے وہاں قطعی طور پر یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ زانی اور زانیہ کے زندہ رہنے کا واضح امکان موجود ہے بلکہ ان کا آپس میں شادی کرانے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ پس کوڑوں کی جو بھی تشریح کی جائے، نہ ان کا مقصد موت وارد کرنا ہے اور نہ اِس کی سختی ایسی ہے کہ اِس کے نتیجہ میں موت کا احتمال ہو۔ پس اگر جدید نوجوان میں رائج کوڑے کو اسلامی "جلدہ" تصوّر کر کے اِس پر عمل درآمد کیا جاتا ہے

تو یہ قرآنی منشا کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان جدید قسم کے سوکوڑوں سے بچنے کا تو کوئی عقلی امکان نظر ہی نہیں آتا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ بعض مسلمان ممالک میں بالکل مختلف قسم کے چمڑے کے جوتا نما کوڑے رائج ہیں۔ مثلاً کویت میں جن سے مناسب گوشمالی تو ہوتی ہے مگر موت واقع نہیں ہوتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور دیگر مذاہب کی سزاؤں میں ایک اور بڑا نمایاں فرق یہ ہے کہ اسلام نے جتنی بڑی سزا عائد کی اُسی نسبت سے اتنی ہی بڑی احتیاطیں اختیار کرنے کا حکم دیا کہ خواہ کتنے ہی مجرم سزا پانے سے بچ جائیں کوئی معصوم سزا نہ پا سکے اس سلسلہ میں چار موقع کے گواہوں کی شرط اور ایسی حالت میں ان کا واقعۂ جرم کو دیکھنا کہ کسی لحاظ سے ان کو شک کا فائدہ نہ دیا جا سکے اور ان سب گواہوں کا اپنے سابقہ کردار کے لحاظ سے ایسا معیاری صاحبِ اخلاق ہونا کہ صرف ان کا سچا ہونا ہی ثابت نہ ہو بلکہ انتہائی مہذب ہونا بھی ثابت ہو۔ یہ تمام احتیاطیں اس بات کی قطعی ضمانت دیتی ہیں کہ کوئی معصوم انسان ناکردہ گناہ نہ مارا جائے۔ صرف اسی پر بس نہیں بلکہ اسلام کا قانون شہادت بھی اتنا سخت ہے کہ اس کی مثال کسی دنیاوی قانونِ شہادت میں نہیں ملتی مثلاً بظاہر اگر ایک گواہ سچا بھی ہو لیکن اس حد تک مہذب نہ ہو کہ پبلک جگہوں میں پیشاب

دغیرہ سے پرہیز کرے تو خواہ گزرنے والوں کی طرف اس کی پیٹھ ہی کیوں نہ ہو، اسلامی قانونِ شہادت کی رُو سے ایسا شخص اس قابل نہیں کہ اُس کی گواہی قبول کی جائے۔ پس اسلام نے وقوعہ جرم سے قبل اس کے انسداد کے لئے جو وسیع تعلیم دی اور جس پاکیزہ سوسائٹی کا قیام کیا، صرف اسی پر اکتفاء نہیں بلکہ وقوعہ جرم کے بعد بھی جو احتیاطیں اختیار کرنے کا حکم دیا ان کی روشنی میں سوائے اس کے کہ کوئی شخص قطعی طور پر بے حیاء اور دلیر ہو چکا ہو اور سوسائٹی کے لئے خطرہ بن گیا ہو۔ کسی کا اسلامی حدّ کے تحت سزا پانا شاذ واقعہ ہو گا۔ کیونکہ ہر ممکن احتیاط اس بات کی اختیار کی گئی ہے کہ سزا کم سے کم مواقع پر ملے۔ لیکن جب ملے تو اس رنگ میں ملے کہ جرائم کی شدید حوصلہ شکنی کرنے والی ہو۔

جو کچھ گزر چکا ہے اس سے اسلام کے تعزیری نظام کے فلسفہ پر روشنی پڑنے کے علاوہ یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جو تعزیری پالیسی اسلام نے اختیار کی ہے اس سے بہتر اور زیادہ مؤثر تعزیری پالیسی تجویز نہیں کی جا سکتی، تاہم اس کے باوجود اگر کسی کو اسلامی سزا کی سختی پر اعتراض باقی ہو تو اس کے لئے مناسب ہو گا کہ پہلے یہ بنیادی سوال حل کرے کہ شادی بیاہ اور میاں بیوی کے باہمی پیار اور وفاداری اور اعتماد اور خاندانی امن اور آئندہ نسل کی خوشحالی

اور مضبوط صحت مند خاندانی نظام کے قیام کی انسانی سوسائٹی کو ضرورت بھی ہے کہ نہیں اور کیا انسانی پیدائش کی اہم ذمہ داری کو محض ایک مشغلے میں اور لہو و لعب میں تبدیل کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

غیر مذاہب اور غیر تہذیبیں جو چاہیں فیصلہ کریں، اسلام کا رویہ قطعی طور پر اِس اصول کے تابع ہے اور رہے گا کہ زمین و آسمان کی پیدائش اور قانونِ قدرت محض باطل نہیں بلکہ باقاعدہ سنجیدہ مقاصد کے تابع اور ایک وسیع سکیم UNFOLD کر رہے ہیں اور ان سے کھیل تماشے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

قتل کی حد

اصولی طور پر اسلام قتل کی سزا موت مقرر کرتا ہے لیکن اِس استثناء کے ساتھ کہ ورثاء کو دیت لینے کا حق بھی دیا گیا ہے۔ نیز بعض حالات میں قصاص واجب کرتا ہے۔ اور یہ ایسے حالات ہیں جو اسی زمانہ میں بھی بعض علاقوں میں پائے جاتے ہیں بلکہ ترقی یافتہ قوموں کے سرحدی علاقوں میں بھی اس کی ضرورت پیش ہو سکتی ہے آج سے بیس پچیس سال قبل ترقی یافتہ ممالک میں ایک رَو چلی تھی کہ قتل کی سزا قتل کی بجائے کسی اور سزا نش میں تبدیل کر دی جائے اور بعض ممالک میں اس کے تجربے بھی ہوئے لیکن عملاً یہ تجارب ناکام ثابت ہوئے۔ قتل کا جُرم حد سے زیادہ بڑھ گیا اور اب اِس سلسلہ میں اہلِ مغرب کی آراء بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہی ہیں۔ چند سال سے انگلستان اور امریکہ میں بکثرت یہ سوال دوبارہ اُٹھایا جا رہا ہے کہ ظالمانہ اور بے مقصد قتل چونکہ بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اس لئے از سرِ نو قتل کی سزا قتل مقرر ہونی چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مغربی دُنیا کی زود پشیمانی کو دیکھ کر اسلامی تعلیم کی ایک نمایاں خوبی کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے کہ یہ ایک وسطی تعلیم ہے جو ہر قسم کی انتہاؤں سے پاک ہے اِس لئے ضرورت پیش نہیں آتی کہ پینڈولم کی طرح کبھی ایک انتہا کی طرف دوڑے اور کبھی دوسری انتہا کی طرف۔ قتل کے جُرم کی جو سزا مقرر کی گئی ہے اس پر بھی اِسی اصول کا اطلاق ہوتا ہے اور ہر امکانی پہلو کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایک معتدل اور متوازن تعلیم دی گئی ہے جس کا لُبِّ لباب یہ ہے کہ قتل کی صورت میں مقتول کے ورثاء کا یہ حق ہے کہ قاتل کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور اگر وہ اِس حق کو از خود ترک نہ کریں یا قتل کا بدلہ کسی دوسری شکل میں لینے پر آمادہ نہ ہوں تو بہرحال یہ حق اُن کو دیا جائے گا۔ پس بیک وقت قتل کی سزا موت بھی قائم رکھی گئی اور بعض صورتوں میں کسی کی حق تلفی کئے بغیر استثناء کی شکل بھی پیدا کر دی گئی۔ یہ استثناء کی شکل بھی ایک گہری

حکمت پر مبنی ہے۔ اِس بات کا امکان موجود ہے
کہ مقتول کے ورثاء غریب ہوں اور انکی کفالت
کا تمام تر انحصار مقتول پر ہی ہو، ایسی صورت میں
محض قتل کی سزا قتل سے اُن کا جذبۂ انتقام تو
کسی حد تک پورا ہو سکتا ہے لیکن زندگی کی ایک
عملی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔ پس اسلام نے
دیت کا امکان پیدا کر کے اِس احتمال کا حل بھی
تجویز فرما دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قصاص سے متعلق پہلے بھی ذکر گزر چکا ہے
کہ بعض ملکی تمدنی حالات یا بین الاقوامی معاملات
میں قتل کے ذمہ دار کسی ایک فرد کو قرار دینے
کی بجائے پوری قوم پر اس کی ذمہ داری ڈالنا
ضروری ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو
بعض علاقوں کا امن نابود ہو جائے۔ پس زندہ
لوگوں کی زندگی کی ضمانت کے لئے ضروری ہے کہ
قتل کی ذمہ داری کو ایسے حالات میں قومی
ذمہ داری قرار دے کر ذمہ دار قوم کو مجبور کیا
جائے کہ وہ اِس کا بدلہ دے۔ چنانچہ اِسی
فلاسفی کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم نے
فرمایا ہے:۔

ولکم فی القصاص حیٰوۃ
یا اُولی الالباب۔

چوری کی سزا قطعِ یَد

چوری کے جُرم پر ہاتھ کاٹنے کی جو حد
مقرر ہے اسے سمجھنے کے لئے بھی اُس معاشرہ کا
پورا پس منظر ذہن نشین ہونا چاہیئے جیسے اسلام
قائم کرنا چاہتا ہے، اور ان اقتصادی ضمانتوں
کا علم بھی ضروری ہے جو اسلام کا اقتصادی نظام
کسی ملک کے ہر شہری کو فراہم کرتا ہے۔ اوّل الذکر
کے متعلق یہ امر ملحوظِ خاطر رہنا چاہیئے کہ اسلام
سادہ زندگی، سچائی، قولِ سدید۔ لغویات سے
پرہیز، رسم و رواج کے بے ہُودہ مصارف سے
پاک، ایک ایسی سوسائٹی قائم کرتا ہے جس میں
ایسے موجبات کم سے کم پائے جاتے ہوں جو
کسی کو چوری پر اُبھارنے کے ذمہ دار ہو سکتے
ہیں۔ یہ تو معاشرے کے وہ پہلو ہیں جو مذہبی
عقائد سے قطعِ نظر کسی اسلامی حکومت کے
ہر شہری پر یکساں نافذ العمل ہیں۔ جہاں تک
مسلمانوں کا تعلق ہے ان کے معاشرے میں عبادات
نظر اور دِل کی پاکیزگی پر جو زور دیا جاتا ہے اور
حقوق العباد کی اخلاقی تعلیم جس تفصیل اور شدت
کے ساتھ پیش کی جاتی ہے اس کے پیشِ نظر
اگر کسی ملک کے باشندے حقیقۃً مسلمان ہوں
تو چوری کا تصور از خود وہاں سے اُٹھ جانا چاہیئے
لیکن افسوس ہے کہ اِس وقت چونکہ عملی زندگی
میں اِس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی اِس لئے
اِس پہلو سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اب ہم اقتصادی
زاویہ سے یہ جائزہ لیتے ہیں کہ اسلامی اقتصادی
نظام میں، اگر وہ نافذ العمل ہو، چوری کے جُرم

کے پنپنے کا کس حد تک احتمال ہے۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو بیک وقت دولت کمانے کی آزادی بھی دیتا ہے، شہریوں کے درمیان صحت مند مسابقت کی حوصلہ شکنی بھی نہیں کرتا لیکن ساتھ ہی ایسے ذرائع بھی اختیار کرتا ہے جن سے دولت کے چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جانے کے احتمالات بہت کم رہ جاتے ہیں۔ ان ذرائع میں سے بنیادی اہمیت کے ذرائع حسبِ ذیل ہیں:۔

اوّل:۔ سُود کی حُرمت اور سُودی نظام کے خلاف شدید اعلانِ حرب۔

دوم:۔ نظامِ زکوٰۃ کا اجراء اور اس کے نتیجے میں ایسے سرمایہ پر بھی ٹیکس جو بیکار پڑا ہوا ہو اور قوم کے لئے اقتصادی نقصان کا موجب بن رہا ہو۔

سوم:۔ ورثے کی تقسیم کا ایسا امتیازی نظام جس کی نظیر دُنیا کے کسی مذہبی یا غیر مذہبی ادارے میں نہیں ملتی۔

چہارم:۔ حکومت پر اِس امر کی پابندی عائد کرنا کہ کوئی شخص بھوکا ننگا یا بغیر مکان کے نہ رہے۔

پنجم:۔ ہر شہری کی استعدادوں کو اپنے منتہاء تک نشوونما دینے کی ذمہ داری معاشرے یا حکومت پر عائد کرنا۔

ششم:۔ بکثرت ایسے طوعی ذرائع جن سے ازخود سوسائٹی میں ضرورت مند کی ضرورت پورا کرنے کا رجحان بڑے زور سے پرورش پانے لگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہفتم:۔ اگر ان مذکورہ بالا تمام ذرائع کے باوجود سوسائٹی میں ایسے افراد باقی رہیں جو بنیادی ضرورتوں سے محروم ہوں یا مانگنے پر مجبور ہو جائیں تو ایسی ریاست جو اسلامی اصولوں کے تابع ہو اُس کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ ان امراء سے جن کے پاس ان کی ضرورت سے زیادہ اموال ہیں، اس حد تک روپیہ وصول کریں کہ مستحقین اور سائلین کی کم سے کم ایسی بنیادی ضرورت بہرحال پوری ہو جائے گی جس کی اسلام ضمانت دیتا ہے اور وہ حسبِ ذیل ہیں:۔

ان لك الا تجوع فيها ولا تعرٰى ۝
وانك لا تظمؤا فيها ولا تضحٰى ۝

(طٰہٰ آیات ۱۱۹، ۱۲۰)

یعنی کوئی بھوکا نہیں رہے گا۔ کوئی پیاسا نہیں رہے گا۔ کوئی بغیر سر چھپانے کی جگہ کے اور بغیر کپڑے کے نہ رہے گا۔

یہ استنباط کہ سوسائٹی میں محروم اور سائل کی موجودگی امراء کے اموال سے بطورِ حق ان کی ضرورت پوری کی جا سکتی ہے حسبِ ذیل آیت سے ہوتا ہے:۔

"وفی اموالهم حق للسائل والمحروم"

یعنی امراء کے مال میں سوالیوں اور ضرورت مندوں کا حق شامل ہو چکا ہے۔ یعنی اگر ضرورت مند اور سائل موجود ہوں تو اُن کا وجود اِس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ بعض مالداروں کے پاس حق سے زیادہ ارتکازِ زر ہو چکا ہے۔

اِس معاشرتی اور اقتصادی پس منظر کو ملحوظ رکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ چوری کے محرکات پر مؤثر قدغن لگا دی گئی ہے اِس لئے کوئی وجہ نہیں کہ کسی کو چوری کرنے پر مجبور یا معذور سمجھا جائے۔ اِسکے باوجود اگر کوئی چوری کرے تو اس کے عملاً دو جرم بنتے ہیں اوّل محنت کے ذریعے ملک کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی جو ذمہ داری اس پر عائد ہوتی تھی وہ اس نے ادا نہیں کی اور اس سے بچنے کے لئے ایک چور دروازہ اختیار کیا۔ دوم سوسائٹی کے ایک دوسرے فرد کو اس کے جائز حق سے محروم کر کے اقتصادی بے چینی اور اضطراب پیدا کرنے کا ذمہ دار ہوا۔ اِس صورتِ حال میں اسلام کی عائد کردہ سزا یعنی ہاتھ کاٹنے کی سزا سے زیادہ موزوں اور برمحل اور کوئی سزا تجویز نہیں ہو سکتی۔

اوّل تو یہ سزا ایک علامتی نشان بن جاتی ہے کہ جس مجرم نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کو مثبت راستوں میں استعمال کرنے کی بجائے منفی راستوں میں استعمال کیا ہے وہ اِس لائق ہے کہ اُسے اُس نعمت سے محروم کر دیا جائے۔ ہاتھ کا مصرف کمائی ہے نہ کہ دوسرے کی کمائی غصب کرنا۔ اور جو شخص ہاتھ بعینہٖ برعکس مقصد میں استعمال کرتا ہے وہ سزاوار ہے کہ اسے ہاتھ کی نعمت سے محروم کر دیا جائے۔

دوسرے اِس سزا میں چوری کی روک تھام کرنے کی جو مؤثر قوت موجود ہے وہ اتنی زبردست ہے کہ جن اسلامی ممالک میں یہ سزا نافذ ہو چکی ہے وہاں عملاً چوری کا بڑی حد تک استیصال ہو چکا ہے۔ پس اسلام کا معاشرتی اور اقتصادی نظام اگر کسی ملک میں نافذ ہو جائے تو اوّل تو چوری کے محرکات ہی بہت کم رہ جاتے ہیں دوسرے چوری کی سزا ایسی کڑی ہے کہ اگر مہینوں میں بھی ایک چور پکڑا جائے اور یہ سزا پا جائے تو دُور دُور تک اِس سے لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ اِس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عملاً سوسائٹی سے چوری کی لعنت معدوم نہیں تو کالعدم ضرور ہو جاتی ہے۔

اہلِ مغرب عموماً اِس سزا کے خلاف انسانیت کے نام پر بڑے سخت ردِّ عمل کا اظہار کرتے ہیں لیکن امرِ واقع یہ ہے کہ ان کے اِس ردِّ عمل کا ہرگز کوئی جواز نہیں اور یہ محض ایک بچگانہ جذباتی عمل ہے جو رحم کے غلط مصرف کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے کوئی بالغ نظر اور منصف مزاج انسان اِس ردِّ عمل کا مؤیّد نہیں ہو سکتا۔ ایک طرف اس اسلامی سوسائٹی کا تصوّر کیجئے جہاں عملاً چوری مفقود ہو جاتی ہے ایسے ملک میں اگر سال بھر میں آٹھ۔ دس یا بیس ہاتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کاٹے بھی جائیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ چند مجرم زیادہ رحم کے لائق ہیں یا ہزارہا وہ معصوم انسان جو ایسے ممالک میں چوروں کے ہاتھوں شدید دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ جہاں اسلامی سزا کے فقدان کے نتیجہ میں چوری خوب نشو ونما پاتی ہے اور بلا روک ٹوک گُل کھلاتی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ صرف امریکہ ہی میں مالی نقصانات کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو چوری کے نتیجہ میں معصوم شہریوں کو جس قدر جسمانی اذیت پہنچتی ہے وہی اِس بات کا کافی جواز ہے کہ اسلامی سزا کو اپنا کر انسانی سوسائٹی کو اِس بھیانک جرم سے نجات دلائی جائے۔ بلاشبہ ہزارہا معصوم شہری ہر سال چوری اور ڈاکے کی واردات کے نتیجہ میں یا قتل ہوتے ہیں یا اپاہج بنا دیئے جاتے ہیں۔ ان میں ایسی خواتین کا بھی پتہ چلتا ہے جن کے ہاتھوں کے زیور چھیننے کے لئے ان کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ سالانہ سینکڑوں چہرے چوروں کی زدوکوب سے مسخ ہو جاتے ہیں، آنکھیں ضائع ہو جاتی ہیں، ہاتھ پاؤں توڑ دیئے جاتے ہیں اور معصوم شہری مفلوجوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور کر دیئے جاتے ہیں۔ چوروں کے ایسے منظم گروہ پائے جاتے ہیں جن کی طاقت کو توڑنا حکومت کے بس کی بات بھی نہیں رہی۔ ان حالات پر جب نظر پڑتی ہے تو طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ سب معصوم ناحق دُکھ اُٹھانے والے اِس بات کے زیادہ حقدار نہیں کہ ان پر رحم کیا جائے بجائے اِس کے کہ اِن چند مجرموں پر رحم کرتے ہوئے جو سوسائٹی کے لئے دُکھ پھیلانے کے ذمہ دار ہیں ان سے نرم سلوک کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج مغربی ممالک چوری کی وہ سزا اختیار کریں جو اسلام نے تجویز کی ہے تو ایک نہایت ہی پُر امن معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ یہ امر واقع ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں چوری کی مروّجہ سزاؤں کی نااہلیت اور خامیوں کی بناء پر چوری کا رجحان اِس تیزی کے ساتھ نشوونما پا رہا ہے کہ اعداد وشمار کے جائزے سے عقل چکر کھانے لگتی ہے۔ گزشتہ سال کے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ صرف ایک لندن شہر ہی میں ۶۴ ہزار سے زائد نقب زنی کے واقعات ہوئے اور روزمرّہ کی دکانوں کی چوری اور کاروں وغیرہ سے سامان کا چرایا جانا اتنا عام ہے کہ گویا ایک قانون کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اِس سے معاشرے میں جو بے چینی اور بدامنی پیدا ہوتی ہے وہ تو الگ رہی عملاً ساری سوسائٹی پر یہ حالات ایک ایسا جرمانہ بھی عائد کرتے ہیں جو طوعاً و کرہاً سوسائٹی کے افراد کو دینا ہی پڑتا ہے یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ دکانوں پر چوری کی روک تھام کے لئے جو عملہ رکھا جاتا ہے اس کے اخراجات نیز کثرت سے ہونے والی چوریوں کے نقصانات کا جرمانہ عملاً روزمرّہ کے گاہکوں کو ادا کرنا پڑتا ہے کیونکہ چیزوں کی قیمتوں میں اِن نقصانات کو حصہ رسدی پہلے ہی شامل کر لیا جاتا

ہے۔

بالآخر اِس امر کی طرف توجہ دلا کر مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے جرائم میں سے جن چار کو اختیار کر کے ان پر حد مقرر فرمائی ہے آج دُنیا کے اکثر انسان زیادہ تر انہی جرائم کے ہاتھوں پریشانی اُٹھا رہے ہیں۔ اگر اِن چاروں جرائم پر سخت سزائیں مقرر کر کے اِن کی بیخ کنی کر دی جائے تو دُنیا کے ہر ملک میں جرائم کی ریڑھ کی ہڈی توڑی جا سکتی ہے اور ایک حیرت انگیز امن اور عافیت کی فضا قائم کی جا سکتی ہے۔ لیکن اِس امر کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اسلامی نظامِ تعزیر، اسلامی معاشرے اور اسلامی اقتصادی نظام سے الگ نافذ کرنا ایک مشکل امر ہے اور ایک غیر اسلامی سوسائٹی پر جو اسلامی قدروں اور پابندیوں سے نابلد ہو، اسلامی سزاؤں کو رائج اور نافذ کرنے کی مثال ایسی ہوگی جیسے کسی صحرا میں چیری (CHERRY) یا STRAWBERRY کے پودے لگانے کی کوشش کی جائے۔ سوسائٹی خواہ سو فیصد اکثریت پر ہی مشتمل کیوں نہ ہو اسلامی نظامِ تعزیر کا کامیابی سے رائج کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک معقول حد تک وہ سوسائٹی اسلامی اخلاق میں رنگین نہ ہو چکی ہو۔ مثلاً اگر کسی اسلامی ملک میں جھوٹ بکثرت نشوونما پا رہا ہو اور امرِ واقع یہ ہو کہ گواہوں کی بھاری اکثریت جھوٹی ملتی ہو، اگر وہاں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا اور زنا کی سزا سو کوڑے لگانا مقرر کر دی جائے تو ہرگز بعید نہیں کہ چور گواہی دے کر معصوموں کے ہاتھ کٹوا دیں اور زانی گواہ بن کر پاکبازوں کو کوڑے لگوانے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع صرف اِس صورت میں ممکن ہے کہ آپؐ ہی کی طرح بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ پہلے ایسی سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا جائے جو اسلامی سوسائٹی کہلانے کی مستحق ہو۔ پھر اسلام کا تعزیری نظام اِس سوسائٹی میں نافذ کیا جائے ورنہ یہ پودا اِس سوسائٹی کے لئے ویسے ہی اجنبی ہوگا جیسے کسی ریگستان کے مرکز میں چیریز۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کو معلوم ہی ہے؟
کہ
حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے مشہور شاگرد
حکیم نظام جان صاحب (مرحوم)
کے دواخانہ کا نام اب
مشہور دواخانہ
ہو چکا ہے اور خط و کتابت کے لئے اب
اتنا پتہ ہی کافی ہے
مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ نمبر ۱۹۰
فون نمبر ۷۴۸۴۴ ربوہ فون ۶۳۸
نگران:- حکیم عبدالحمید (درجہ اوّل)

نہ لے حساب مرے کردگار رہنے دے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ چھیڑ قصّۂ دل بار بار رہنے دے ❊ علاجِ دردِ شبِ انتظار رہنے دے
ہے تیرے وصل سے بہتر ترے فراق کا غم ❊ یہ التفات یہ دو دن کا پیار رہنے دے
سکونِ دل میں کہاں لطفِ بیقراریٔ دل ❊ مجھے خدا کے لئے بے قرار رہنے دے
مَیں کیا کروں تری دو دن کی چاندنی کو ندیم ❊ جہاں بھی ہوں مجھے مصروفِ کار رہنے دے
نہ دے فریب مجھے یوں اے عندلیبِ چمن ❊ یہ تیرے نغمے ہیں ناپائیدار رہنے دے
غمِ حیات کی یہ داستان طویل نہ کر ❊ خدا کے واسطے کچھ اختصار رہنے دے

ہے اب زمانہ دلوں کے شکار کرنے کا
یہ کوہ و دشت کا صید و شکار رہنے دے

سرود و رقص نہیں مقصدِ حیاتِ بشر ❊ یہ ساز بربط و چنگ و ستار رہنے دے
جو مال و زر ترا غافل کرے خدا سے تجھے ❊ تو بے زری کو ہی اپنا شعار رہنے دے
نہیں حرام میں رزقِ حلال کی لذّت ❊ زرِ حرام کا سب کاروبار رہنے دے
غنی وہی ہے حقیقت میں ہو جو دل کا غنی ❊ زرِ زمیں پہ یہ سب افتخار رہنے دے

نجات چاہے تو مردانِ حق کا دامن تھام
انہیں کو اپنا سدا رازدار رہنے دے

ترے حساب کے قابل نہیں گناہ مرے ❊ نہ لے حساب، مرے کردگار رہنے دے
تری رضا ہی حقیقت میں ہے مری جنّت ❊ رضا سے اپنی مجھے ہمکنار رہنے دے
کیا ازل سے ہے مختار گر مجھے پیدا ❊ تو میرے دل پہ مرا اختیار رہنے دے

ترے غموں میں ہیں خوشیاں بھی کچھ نہاں صدّیق
نہ چھوڑ دامنِ صبر و قرار رہنے دے

(الحاج محمد صدیق امرتسری سابق مبلّغِ اسلام مغربی افریقہ و جزائر فجی)

کاروانِ اسلام

کینیڈا، سپین اور لنڈن مشن کی مساعی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(مرتبہ مکرم مولوی عبداللطیف صاحب پریمی وکالتِ تبشیر)

کینیڈا:۔

مکرم سید منصور احمد صاحب ماوجون کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ:۔

ٹورنٹو، مانٹریال، آٹوا اور بریمپٹن کی جماعتوں کو خلافت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی نیز بتایا کہ خلیفۂ وقت اور اس کے جاری کردہ نظام کی طرف سے موصول ہونے والی تحریکات اور ہدایات پر عمل کریں۔ بعض غلط کام جیسے SINGERS کے گانے سننے کے لئے بیوی بچوں کے ساتھ جانا، موسیقی کی محفلوں میں شامل ہونا، ایسے امور سے پرہیز لازم ہے اور احباب کو قرآنی آیات کے ذریعہ بتایا کہ ان مکروہات اور منکرات سے ایک دوسرے کو روکنا ضروری ہے۔ جماعت کے عہدیداروں کو تاکید کی کہ نوجوانوں کو ایسی باتوں سے روکیں۔

احمدیہ گزٹ کے لئے روزانہ پانچ چھ گھنٹے صرف کرکے اسے چھپوایا اور تمام احمدیوں کو انفرادی طور پر پوسٹ کیا گیا۔

بچوں کے لئے LESSONS ON ISLAM BOOK کا بطور نصاب مقرر ہے، سالانہ کینیڈا کے احمدی بچوں کا امتحان بھی لیا پرچوں پر نمبر لگا کر کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر انعامات تقسیم کئے گئے۔

سپین:۔

مکرم مولوی عبدالستار شاہد صاحب قرطبہ سے ماہ مئی کی رپورٹ میں لکھتے ہیں:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں مسجد وشن ہاؤس کے لئے مناسب قطعہ زمین تلاش کرنے کے لئے میڈرڈ کی سڑک پر واقع دو دیہاتوں ALCARPIO اور PEDROCHO گیا۔ لوگوں میں لٹریچر تقسیم کیا اور بتایا کہ مسیح علیہ السلام کی آمدِ ثانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے مبارک وجود میں پوری ہو

چکی ہے۔

قرطبہ شہر کے دو پروفیسروں سے ملاقات کی۔ انہیں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ سوالات کے جوابات دئے اور لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا۔ اسی شہر کی ایک سنجیدہ فیملی کے گھر تبلیغ کے لئے گیا۔ ان کو ڈیڑھ دو گھنٹہ تک تبلیغ کی۔ قرطبہ کی مسجد کے صحن اور مختلف پارکوں میں لٹریچر تقسیم کیا اور مختلف احباب سے ملاقات کر کے پیغامِ حق پہنچایا۔

مکرم مولوی کرم الٰہی ظفر صاحب میڈرڈ سے اپنی ۲۲/۶/۷۹ کی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

یکم جون کو خلافت کے موقع پر احباب کو بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چودہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا اور آپ کی وفات کے بعد خلافتِ راشدہ سے ہمیں نوازا جو ایک عظیم نعمت ہے۔ ہمیں واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا کے تحت سچے دل سے خلافت سے وابستہ رہنا چاہیئے۔

VACAMCIAR صوبہ کے تمام قصبات اور دیہات میں "لائف آف محمد" "میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں" "مسیح خدا کے فضل سے مبارک تھے ملعون نہ تھے" "پیغامِ امن اور ایک حرفِ انتباہ" ٹریکٹ بھجوائے۔ وہاں کے میئر کو بھی ہمیشہ کتب بھجوائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔

MALAGA سے ایک خاتون نے لکھا کہ ان کے والد مسلمان تھے اب عیسائی اثر کے نیچے ہیں۔ ان کو مطالعہ کے لئے لٹریچر بھجوایا گیا۔

حضرت المصلح الموعودؓ کی کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے ایک اہم باب "اسلامی تمدن" کا ہسپانوی ترجمہ طبع کروا رہا ہوں۔ موجودہ وقت میں یہ بات نہایت اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ اسپین کے لوگوں کی توجہ اسلام کے نظام کی طرف پھیر دے۔

لنڈن :۔

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب لنڈن سے لکھتے ہیں کہ ماہِ جون میں مندرجہ ذیل کام کیا:۔

گرین فورڈ۔ ہنسلو اور ساؤتھ آل کے پریذیڈنٹوں کو جماعتی، تربیتی، تنظیمی امور اور مالی نظام کی باقاعدگی کے سلسلہ میں ضروری مشورہ دیا بچوں کی سنڈے کلاسز کے باقاعدہ اجراء کے بارہ میں ہدایت دیں۔ ان کلاسز میں مرزا البشیر احمد صاحب اور حافظ قدرت اللہ صاحب ضروری تعلیم دیتے ہیں۔

ایسٹ لنڈن میں ایک تبلیغی مجلس کے انعقاد پر مکرم شمس صاحب، ساقی صاحب اور عزیز دین صاحب کو بھیجا۔ ۱۴/۶/۷۹ کو بکنگھم سینٹ پیٹرز چرچ میں شام ۸ بجے خاکسار نے WHAT IS ISLAM کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ اس اجتماع میں سب انگریز خواتین تھیں۔ بعد میں سوال و جواب ہوئے۔

ایک مخلص دوست باقاعدہ آ رہے ہیں۔ ہمارے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں ان کے امام ہدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق گفتگو ہوئی۔ حضورؒ کے تازہ نشانات بھی زیرِ بحث آئے۔

ایک یورپین خاندان کا قبولِ اسلام

ایک یورپین فیملی میاں، بیوی اور بچہ مشن ہاؤس آئے۔ کافی دیر گفتگو کے بعد اسلام قبول کیا۔ ان کے اسلامی نام (خاوند کا جمیل، بیوی کا طیبہ اور بچے کا طاہر) رکھے گئے اور مطالعہ کے لئے کافی لٹریچر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ آمین۔

ملیشیا کے ایک غیر از جماعت تشریف لائے ان کو تبلیغ کی۔

کتاب حدیقۃ الصالحین کا درس بعد نماز مغرب شروع کیا ہے۔ ۳۵، ۳۶ حاضری ہو جاتی ہے۔ خطبات اور تقریروں اور نصائح کی وجہ سے احباب میں ایک نئی زندگی پیدا ہو رہی ہے۔

بعض دوستوں کے جھگڑوں کو طے کرایا گیا۔

ایک غیر از جماعت اہلِ قلم دوست نے حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بارہ میں تحقیقی مقالہ لکھا۔ وہ میری ملاقات اور راہنمائی کے لئے آئے۔ چنانچہ اس بارہ میں انکی مطلوبہ علمی مدد کی گئی۔

جماعتوں کو سالانہ آمد کے بجٹ تیار کرنے کی تحریک کی جاتی رہی۔ مجلسِ عاملہ کا اجلاس بلایا۔ مبلغین کو کئی دفعہ مشورہ کے لئے بلایا گیا اور کام کو وسیع کرنے کیلئے

تبصرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے احمدی بچوں میں اسلام کی حقیقی روح پھونکنے کے لئے اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

زیرِ تبصرہ کتابچہ پچاس احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مجموعہ ہے جسے "رسول اللہ کی باتیں" کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر سابق نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچاس مختصر ارشادات کو سلیس ترجمہ و تشریح درج فرمایا ہے۔ یہ کتاب بچوں اور بڑوں کے لئے یکساں مفید ہے اور اس کا مطالعہ ان کی اخلاقی و روحانی حالت میں یقیناً نیک تبدیلی کا موجب ہوگا۔ کتاب نہایت ہی عمدہ کاغذ پر دیدہ زیب کور کے ساتھ چھاپی گئی ہے۔ طباعت بھی معیاری ہے۔

پیارے اسلام کی پیاری باتیں

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ایک نہایت خوبصورت اور جاذبِ نظر کتاب "احمدی بچوں کے لئے پیارے اسلام کی پیاری باتیں" کے عنوان سے شائع کی ہے۔ اس کی ترتیب خاص حضرت

خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں علماء کے ایک بورڈ نے دی ہے۔ اس میں بارہ ۱۲ مختصر اسباق میں بچوں کو اسلام کے بنیادی عقائد اور تعلیمات سے عام فہم انداز میں روشناس کرانے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ وہ اسلام و احمدیت کی تعلیمات کو سمجھ کر اسکے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والے ہوں۔

کتاب اتنی دیدہ زیب اور خوبصورت ہے کہ امید ہے بچے شوق سے اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

یہ کتاب اکتیس صفحات پر مشتمل ہے۔

پبلشر:- عبداللطیف خان
پرنٹر:- سید عبدالحی
مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ تحریکِ جدید
دفاتر تحریکِ جدید انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ۔
تاریخ اشاعت:- ہر ماہ کی دس تاریخ
رجسٹرڈ نمبر ایل:- ۷۶۷۶
فون نمبر:- ۶۷۸
کتابت:- حمید الدین
سالانہ چندہ:- پانچ روپے
فی پرچہ:- پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اندرون، بیرونِ ملک ہوائی سفر کی ٹکٹوں کی بکنگ اور ہر قسم کی معلومات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

الٰہی ٹریول سروس

فون ۵۲۴۱۵

۹ فضل چیمبر ۱۶ ہال روڈ

لاہور

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے

اپنے معروف ادارہ

پاک ٹمبرز

۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ

راوی روڈ لاہور

فون دکان ۶۲۶۱۸

فون رہائش ۵۳۵۰۰

کو یاد رکھیں

ہر قسم کا
کاغذ، بکس بورڈ اور گتہ
بارعایت خریدنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں
اور دعا فرمائیں
مقبول پیپر مارٹ
گنپت روڈ لاہور
فون ۶۳۸۴۹
گھر ملک عبداللطیف ستکوہی فون ۶۲۵۱۶

ہر قسم کا سامانِ سائنس و عجبی نرخوں پر
خریدنے کے لئے
الائیڈ سائنٹفک سٹور
گنپت روڈ لاہور
فون ۶۴۵۰۰
کو یاد رکھیں

ہر قسم کی
کاروں اور جیپوں کی کمانیوں اور پٹوں
نیز
سلنسر پکس اور سلنسر پائپ
کیلئے
ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیے
میاں بھائی آٹو سٹور
۱۰۔ منٹگمری روڈ۔ لاہور
فون ۳۱۱۴۶۳

حکیم نظام جان صاحب (مرحوم) کے
مشہور مجرب بادی
سنہ ۱۹۱۱ء سے شہرۂ آفاق
حبِ اٹھرا مکمل کورس پچیس روپے
مزینہ اولاد گولیاں مکمل کورس تیس روپے
زدجامِ عشق ایک ماہ کے لئے تیس روپے
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ نمبر ۱۹۰
فون نمبر ۷۴۸۴۴ & ربوہ فون نمبر ۶۳۸
نگران: حکیم عبدالحمید (درجہ اوّل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کے لئے
اپنے معروف ادارہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah
گلوب ٹمبر کارپوریشن
۲۶۔ نیو ٹمبر مارکیٹ
راوی روڈ۔ لاہور
پر تشریف لاویں
فون نمبر ۶۰۲۲۰۰
۵۳۴۲۰
رہائش ۶۲۹۳۰ فیکٹری رچنا ٹاؤن ۷۱۰۷۰۰
احباب لکڑی کو دیمک سے محفوظ
رکھنے کے لئے ہم سے رابطہ پیدا کریں

کپڑے کی مشہور دکان
الفردوس
۸۵۔ بی۔ انارکلی لاہور
الفردوس شال مرچنٹ
ہمارے ہاں ہر قسم کی گرم کشمیری کامدار شالیں، زنانہ و
مردانہ دھسے اور گرم مربہ تھوک و پرچون واجبی داموں
پر دستیاب ہیں نیز ریڈی میڈ کرتے، شلواریں، سوٹ
وغیرہ بھی ہر قسم مل سکتے ہیں۔
الفردوس شال مرچنٹ
۸۵۔ بی۔ انارکلی لاہور

کپڑے کی عظیم دکانیں
مراد کلاتھ ہاؤس۔ ریل بازار فیصل آباد
فون نمبر ۲۲۷۴۰ —— ۶۷۷۶۷
ہر قسم کے پارچات۔ اونی۔ سوتی۔ ریشمی۔ بنارسی ساڑھیاں۔ لہنگا سوٹ۔ کمبل۔ گرم
سوٹنگ وغیرہ واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے ہمارے ہاں تشریف لاویں۔
بشیر احمد مراد کلاتھ ہاؤس ریل بازار
فیصل آباد

ہر قسم کی عمارتی لکڑی
دیوار۔ گیل۔ چیل۔ پرتل کے لئے
ہمارے ہاں رجوع فرمائیں
سٹار ٹمبر
۵۳۔ فیروزپور روڈ
بالمقابل تھانہ اچھرہ لاہور
فون نمبر ۴۱۰۶۱۷

کراچی میں جائیداد
خریدنے کیلئے
سلطان احمد طاہر۔ سلیمان احمد طاہر
پراپرٹی لنکس سے رابطہ پیدا کیجئے
C-25 کمرشل ایریا
ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی ۴
ٹیلیفون ۵۴۲۳۸۱ — ۵۴۲۳۸۲
۴۳۴۸۳۲

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں
بیاہ شادی کیلئے
جڑاؤ و سادہ سیٹ
چاندی کے خوشنما برتن، ٹی سیٹ وغیرہ
فرحت علی جیولرز
مکرشل بلڈنگ شاہراہ قائدِ اعظم لاہور۔ فون ۵۲۶۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah